

بیانِ جمعہ کے نکات

(Presentation)



12/12/2025





افضلیّتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

تالیف وتحقیق



نظر ثانی: مولانا شاہد حمید مدنی

پیشکش

ادارہ فیضانِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ



عنوانات



سورہ الّیل ۱۷ تا ۲۱

وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى (17) الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى (18) وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ
تُجْزٰۤى (19) اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى (20) وَ لَسَوْفَ یَرْضٰى (21)

ترجمۂ کنز الایمان:

اور بہت جلد اس سے دُور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار۔ جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔ اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا جو سب سے بلند ہے۔ اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

آیاتِ مبارکہ کی وضاحت

اللہ ربّ العزت سورۂ اللیل کی ان آیاتِ بیّنات میں ارشاد فرماتا ہے: وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰى اور عنقریب سب سے بڑے پرہیزگار کو اس بھڑکتی ہوئی آگ سے دور رکھا جائے گا۔ مفسرینِ کرام کے نزدیک یہاں "اَتْقٰى" سے مراد وہ خوش نصیب بندہ ہے جو اپنا مال اللہ کی راہ میں کسی نمائش، ریاکاری یا شہرت کے لیے خرچ نہیں کرتا، بلکہ خالص اس لیے دیتا ہے کہ ربّ کی بارگاہ میں اس کے نفس کو پاکیزگی ملے اور اسے قربِ الٰہی نصیب ہو۔ امام خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ ان آیاتِ بینات میں مذکور "سب سے بڑے پرہیزگار" سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ارشاد ہوتا ہے: وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى اور اس پر کسی کا کوئی ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دینا ہو۔ اس آیتِ مبارکہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ قیمت ادا کرکے خرید کر آزاد کیا تو کفار حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ شاید بلال کا ابو بکر پر کوئی احسان ہوگا جس کا بدلہ اتنی بڑی قیمت دے کر چکا رہے ہیں۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور اعلان ہوگیا کہ ابو بکر صدیق کا یہ عظیم عمل کسی کے احسان کا بدلہ نہیں، بلکہ محض اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لیے ہے۔

قرآن مجید کی شہادتیں

ان آیاتِ مبارکہ کے مضمون اور مفسرینِ کرام کی تصریحات سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعدد عظیم فضائل سامنے آتے ہیں۔ اوّل یہ کہ دنیا میں ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوگا؛ ایسا گہرا تقویٰ، ایسا بلند درجہ کہ قرآن نے خود "اَتْقٰی" کا تاج ان کے سر پر رکھا۔ دوم یہ کہ انہیں جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا؛ گویا دوزخ کی آگ بھی ان کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ کرے گی۔ سوم یہ کہ جہنم سے دور رکھے جانے میں ان کے لیے واضح جنّت کی بشارت ہے؛ کیونکہ جو دوزخ سے بچ گیا وہی تو دائمی کامیابی والا ہے۔ چہارم یہ کہ امتِ محمدیہ ﷺ میں سب سے بڑے متقی، سب سے بڑے پرہیزگار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں؛ یہ قرآن کی شہادت ہے۔ پنجم یہ کہ ان کے تمام صدقات و خیرات بارگاہِ الٰہی میں قبول ہیں؛ کیونکہ ان کا ہر خرچ یعنی صرف اللہ کی رضا کے لیے ہوتا تھا۔ اور آخر میں یہ کہ حضرت صدیق اکبر کے ہر صدقے میں اعلیٰ ترین درجے کا اخلاص ہے، جس کی گواہی خود ربّ تعالیٰ دے رہا ہے اور اللہ کی گواہی سے بڑھ کر کسی عمل کی پاکیزگی کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے!

افضل البشر بعد الانبیاء!!

اس آیتِ کریمہ میں مذکور لفظ "اَتْقٰی" نہایت عظیم حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جب ربِّ کریم خود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے بڑا پرہیزگار قرار دے رہا ہے تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ انبیاء و رُسلِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے بلند مقام و مرتبہ سیدنا صدیق اکبر کا ہی ہے۔ وہی افضل البشر بعد الأنبیاء ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ (حجرات:۱۳) اور جب قرآن خود ہی "اَتْقٰی" کا تاج حضرت ابو بکر کے سر پر سجا رہا ہے، تو گویا انہیں امت میں سب سے مکرّم، سب سے معزّز اور سب سے برگزیدہ ہستی قرار دے رہا ہے۔ انہی کے لیے آسمانوں سے فضیلت کے پروانے صادر ہوئے، انہی کے لیے ربِّ ذوالجلال کی طرف سے صداقت و تقویٰ کی مہریں ثبت ہوئیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام بھی ان کے آگے سرِ تسلیم خم کیے رکھتے۔ یوں معلوم ہوا کہ جس کے تقوی کی گواہی زمین و آسمان کا خالق دے دے، اس کی عظمت پر پوری امت کا اجماع ہونا عین حکمت ہے۔

سب سے زیادہ محبوب

آیئے! اب ہم قرآن کے بعد صحیح بخاری سے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل سنتے ہیں، سیدنا عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں عرض کیا: یارسولَ اللہ! آپ مردوں میں سب سے زیادہ محبت کس سے فرماتے ہیں؟ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عائشہ کے والد ابو بکر سے۔ انہوں نے عرض کیا: اور ان کے بعد؟ فرمایا: عمر سے۔ (بخاری: ٤١٠٠)
پھر صحیح بخاری میں محمد بن علی بن ابی طالب، محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ کا واقعہ مذکور ہے کہ انہوں نے ایک دن اپنے والدِ ماجد، فاتحِ خیبر، شیرِ خدا، مولا مشکل کشا، سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؟ نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل انسان کون ہے؟ سیدنا علی نے بلا تردّد فرمایا: ابو بکر۔ عرض کیا: پھر ان کے بعد؟ فرمایا: عمر۔ (بخاری: ٣٤٦٨)

صحابہ کرام کا اجماع

بخاری شریف کی ہی ایک اور روایت میں ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ
ہم لوگ نبی ﷺ کے زمانے میں لوگوں میں افضل ترین کا انتخاب کرتے تھے، تو ہم سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے، پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے، اور ان کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔ (بخاری: ٣٦٥٥)
اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام بالخصوص خود مولائے کائنات، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضیلت کے قائل تھے۔ لہٰذا جو کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ ان احادیث کا بغور مطالعہ کرے اور دیکھے کہ افضیلت کے مسئلے میں وہ کس کی اتباع کر رہا ہے؟
یہ حدیث اور دیگر احادیث مبارکہ مسئلہ افضیلت پر واضح طور پر صحابہ کرام کے اجماع کی دلیل ہیں۔ یعنی تمام اہلِ ایمان اور نبی کریم ﷺ کے قریبی صحابہ، اپنے تجربہ اور معرفت کی بنیاد پر، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل، اکرم اور اقدم مانتے تھے۔

اہلسنت کا عقیدہ!!

یہی عقیدہ مسلکِ حق؛ اہلسنت و جماعت کا ہے، اور اس عقیدے کی تائید میں بکثرت احادیثِ نبویہ، آثارِ صحابہ اور اقوالِ ائمہ موجود ہیں۔ جو شخص مولیٰ مشکل کشا، علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضراتِ شیخین کریمین، سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دیتا ہے، وہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہے۔ حضرت سیدنا ابو دَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ أَفْضَلُ مِنْ أَبِيْ بَكْرٍ یعنی کسی بھی ایسے شخص پر آفتاب طلوع یا غروب نہیں ہوا، جو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو، سوائے انبیاء و مرسلین کے۔ (کنزالعمال: ٣٢٦١٩)

حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: أَبُوْ بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ نَبِيًّا ابو بکر سب لوگوں سے افضل ہیں، سوائے نبی کے۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال: ١٤١٢)

اسی طرح، حضرت سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ جِبْرِيْلَ أَخْبَرَنِيْ أَنَّ خَيْرَ أُمَّتِكَ بَعْدَكَ أَبُوْ بَكْرٍ بیشک روح القدس، جبریل امین نے مجھے خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے بہتر ابو بکر ہیں۔ (المعجم الاوسط: ٦٤٤٨)

شان ابوبکر صدیق!!

حضرت ابو دَرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چل رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، أَتَمْشِيْ أَمَامَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟ تم اُس ہستی کے آگے کیوں چل رہے ہو جو تم سے دنیا وآخرت میں بہتر ہے؟ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ أَفْضَلَ مِنْ أَبِيْ بَكْرٍ بے شک ابو بکر رضی اللہ عنہ انبیاء ومرسلین کے بعد ہر اُس شخص سے بہتر ہیں جس پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔ (الشریعہ لآجری: ١٣٠٩)

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر ابو بکر کا سب سے زیادہ احسان ہے، اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بنا سکتا تو ابو بکر کو بناتا۔ لیکن اسلام کا بھائی چارہ اور اسلام کی محبت ان سے کافی ہے۔ اور پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَسُدُّوا الأَبْوَابَ الَّتِيْ تَفْتَحُ عَلٰی بُيُوْتِ الصَّحَابَةِ، إِلَّا بَابَ أَبِيْ بَكْرٍ یعنی مسجد کی طرف تمام دروازے جو صحابہ کے گھروں کی طرف کھلتے تھے، سب بند کر دیئے جائیں۔ سوائے ابو بکر کے۔ (بخاری: ٣٦٥٤)

راضی بھی اور راضی کیا ہوا بھی

سورۂ اللیل کی آخری آیتِ مبارکہ میں ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلَسَوْفَ يَرْضٰى۔ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وعدہ فرمایا ہے کہ آخرت میں اپنے بے پایاں اجر و ثواب کے ذریعے انہیں ضرور راضی و خوش کر دے گا۔ یہ وعدہ اسی شان کا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کریم ﷺ سے فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضُّحیٰ: ٥) اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ امام رازی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک اس میں ایک دوسرا نہایت لطیف معنی بھی موجود ہے، اور وہ یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کیا، وہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لیے تھا۔ لہٰذا وَلَسَوْفَ يَرْضَى اللّٰهُ عَنْهُ عنقریب اللہ تعالیٰ بھی ان سے راضی ہو جائے گا۔ اور یہ دوسرا معنی پہلے سے بھی اعلیٰ و ارفع ہے، کیونکہ بندے کا اپنے رب سے راضی ہونا ایک بات ہے، جبکہ ربّ کا بندے سے راضی ہو جانا اس سے کہیں بڑھ کر، کامل اور عظیم نعمت ہے۔ بلکہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دونوں معنی حاصل ہوں گے جیسا کہ قرآنِ کریم میں فرمایا: رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (الفجر: ٢٨) راضی بھی اور راضی کیا ہوا بھی۔ یعنی رب تعالیٰ راضی اور خوش بھی کرے گا اور راضی بھی ہو جائے گا۔ (تفسیرالکبیر: ١٨٩/٣١)

